مقروض کی زکوۃ کا حکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اگر کسی شخص نے ایک لاکھ بنک میں رکھا ہو اور اُس پر سال گزر گیا لیکن اُس نے تقریباً کم وبیش 70,000 کی رقم قرض دینی ہو تو کیا وہ اس لاکھ روپے کی زکوۃ بھی ادا کرے گا ؟ ازراہ کرم بادلائل جواب مطلوب ہے۔ جزاکم اللہ خیرا

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جس کے پاس زکاۃ والا مال ہو، اور اس پر سال گزر جائے تو اس پر اس کی زکاۃ نکالنا واجب ہے، چاہے وہ مقروض ہی کیوں نہ ہو، علماء کرام کا صحیح قول یہی ہے؛ اس کی دلیل زکاۃ کے وجوب کے عمومی دلائل ہیں، کہ جس شخص کے پاس مال ہو اور وہ نصاب کو پہنچے اور سال گزر جائے تو اس پر زکاۃ ہوگی چاہے اس کے ذمہ قرض ہی کیوں نہ ہو اور اس لیے بھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زکاۃ جمع کرنے والے عمال کو زکاۃ وصول کرنے کا حکم دیا کرتے اور کسی اور ایک کو بھی یہ حکم نہیں دیا کہ وہ ان سے سوال کریں کہ آیا ان پر قرض ہے یا نہیں ؟ اور اگر قرض زکاۃ کے لیے مانع ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عمال کو اہل زکاۃ سے استفسار اور سوال کرنے کا حکم دیتے کہ آیا وہ مقروض ہیں یا نہیں " اھ دیکھیں : مجموع فتاوی ومقالات متنوعۃ لسماحۃ الشیخ عبد العزیز بن باز (51/14). اور ابن باز رحمہ اللہ تعالی نے ایک اور فتوی میں بھی ایسا ہی کہا ہے دیکھیں : (52/14). لیکن اگر آپ نے قرض کی ادائیگی اپنے پاس موجود رقم پر سال گزرنے سے قبل کر دی تو جو آپ نے قرض کی ادائیگی میں رقم صرف کی ہے اس پر زکاۃ نہیں ہوگی، بلکہ جو رقم باقی ہے اس پر جب سال گزر جائے اور وہ نصاب کو پہنچتی ہو تو پھر زکاۃ ہوگی " اھ اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی سے مندرجہ ذیل سوال کیا گیا : ایک شخص کے پاس اصل رقم ایک لاکھ ریال ہے، اور وہ دو لاکھ ریال کا مقروض ہے، اسطرح کہ ہر سال وہ اس میں سے دس ہزار ریال کی ادائیگی کرتا ہے تو کیا اس پر زکاۃ لاگو ہوتی ہے ؟ شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا : جی ہاں آپ کے ہاتھ میں جو رقم ہے اس پر زکاۃ ہے، یہ اس لیے کہ زکاۃ کے وجوب میں جو دلائل ہیں وہ عام ہیں، اس میں کسی چیز کا استثنیٰ نہیں، اور نہ ہی مقروض شخص کو اس میں سے مستثنیٰ کیا گیا ہے، اور جب نصوص عام ہیں تو پھر اس سے زکاۃ وصول کرنا واجب ہے پھر مال میں زکاۃ واجب ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے : "خُذْ مِنْ أَمْوَٰلِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَوٰتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَ للَّهُ سَمِيعٌ عَلِ" (التوبۃ : 103) ''ان کے مال میں سے صدقہ لے لیجئے، جس کے ذریعہ سے آپ ان کے مالوں کو پاک صاف کر دیں، اور ان کے لیے دعا کیجئے، بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے موجب اطمینان ہے، اللہ تعالی خوب سنتا اور خوب جانتا ہے'' اور بخاری شریف کی مندرجہ ذیل حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے : ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ تعالی کو یمن روانہ کیا تو انہیں فرمایا : "انہیں یہ بتانا کہ اللہ تعالی نے ان کے اموال میں ان پر صدقہ فرض کیا ہے " لہذا اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ مال میں زکاۃ ہے، نہ کہ انسان کے ذمہ میں، اور قرض انسان کے ذمہ ہے، لہذا یہاں تو جہت ہی مختلف ہے، اس لیے کہ آپ کی ملکیت میں جو مال ہے زکاۃ اس پر واجب ہے، اور قرض آپ کے ذمہ واجب ہے، تو اس زکاۃ کا گوشہ اور ہے، اور اس قرض کا اور لہذا آدمی کو اپنے رب سے ڈرنا چاہیے اور اس کے پاس جو کچھ ہے اس کی زکاۃ نکالے، اور اپنے ذمہ قرض کی ادائیگی میں اللہ تعالی سے مدد طلب کرے، اور یہ دعا کرتا رہے : اے اللہ میرا قرض ادا کر دے، اور مجھے فقر سے محفوظ رکھ اور ہو سکتا ہے بلکہ یقینی بات ہے کہ اپنے پاس مال کی زکاۃ ادا کرنے سے اس کے مال میں برکت ہو اور وہ زیادہ ہو جائے، اور وہ اپنے قرض سے چھٹکارا حاصل کر لے، اور زکاۃ کی عدم ادائیگی اس کے فقر کا سبب بن جائے، اور اس کا یہ خیال کرنا کہ وہ ہمیشہ ضرورت مند ہے اور وہ اہل زکاۃ میں سے نہیں، اور اسے اللہ عزوجل کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ نے اسے دینے والوں میں بنایا ہے، نہ کہ لینے والوں میں سے اھ دیکھیں : مجموع فتاوی الشیخ ابن عثیمین (18/ 39). اور شیخ رحمہ اللہ تعالی ایک دوسرے فتوی میں اسی مسئلہ کے متعلق کہتے ہیں : ''لیکن اگر قرض کا مطالبہ فوری ہو اور وہ اسے ادا کرنا چاہتا ہو تو پھر ہم اس وقت یہ کہتے ہیں کہ : اپنے قرض کی ادائیگی کرو، اور پھر باقی بچنے والا مال اگر نصاب کو پہنچتا ہے تو اس کی زکاۃ ادا کر دیں'' دیکھیں : مجموع فتاوی الشیخ ابن عثیمین (38/18). اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہی جو حنابلہ کے فقہاء نے فطرانہ کے بارہ میں کہا ہے : ان کا قول ہے : اسے قرض نہیں روکتا لیکن اگر اس کا مطالبہ کیا جا رہا ہو اور اسی طرح عثمان رضی اللہ تعالی عنہ سے اثر مروی ہے : وہ رمضان المبارک میں کہا کرتے تھے : " یہ تمہاری زکاۃ کا مہینہ ہے، لہذا جس پر قرض ہو وہ اسے ادا کرے " تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر قرض فی الحال ہو اور وہ اسے ادا کرنا چاہتا ہو تو اسے زکاۃ پر مقدم کیا جائے گا، لیکن جو قرضے مؤجل ہیں یعنی ان کی ادائیگی کا وقت دور ہے تو وہ زکاۃ کی ادائیگی میں بلاشک وشبہ مانع نہیں اھ اور مستقل فتوی کیمٹی کے فتاوی جات میں ہے : ''علماء کرام کا صحیح قول یہی ہے کہ قرض زکاۃ کے لیے مانع نہیں ہے، اس لیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عمال کو زکاۃ لینے کے لیے روانہ کیا کرتے تھے اور انہیں یہ نہیں کہتے تھے کہ دیکھنا وہ مقروض ہیں یا نہیں'' اھ واللہ اعلم . ہذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

فتویٰ کمیٹی

محدث فتویٰ